## سوال

(84) ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد نماز فرائض پنج گانہ کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا میں ہاتھ کا اُٹھانا اور بعد ختم دعا کے منہ پر پھیرنا ثابت ہے یا نہیں؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

بلوغ المرام کے ''باب الذکر والدعاء'' میں ہے:

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إن ربکم حيي کریم، یستحي من عبده، إذا رفع یدیه إلیه أن یردھما صفرا)) أخرجه الأربعة إلا النسائی، وصححه الحاکم[1]

''سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارا رب بڑا ہی حیا دار اور با کرم ہے کہ جب بندہ اپنے ہاتھوں کو اس کی طرف اٹھاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ بندے کے ہاتھوں کو خالی پھیرے۔'' اس حدیث کو ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عموماً دعا میں ہاتھوں کو اٹھانا مندوب و مستحب ہے۔ سنن ابی داود (ص: ۲۱۰) میں ہے: ''عن ابن عباس قال: المسئلة أن ترفع یدیک حذو منکبیک'' [2] (الحدیث) ''ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ مسئلہ، یعنی خدائے تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کو مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں تک اٹھائے۔'' حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کتاب ''فض الوعاء في أحادیث رفع الیدین في الدعاء'' (ص: ۳) میں فرمایا: ''رجاله رجال الصحیح إلا العباس، ولا بأس به'' اھ۔ ''اس حدیث کے سب راوی، سوائے عباس بن عبد اللہ کے، صحیح کے راوی ہیں اور عباس بن عبد اللہ بھی ''لا بأس به'' ہے۔'' یعنی وہ بھی مقبول راوی ہے۔

اس حدیث سے بھی وہی امر ثابت ہوتا ہے، جو پہلی حدیث سے ثابت ہوا تھا کہ عموماً دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا منجملہ مندوبات و مستحبات ہے اور بلوغ المرام کے باب مذکور میں ہے:

''عن عمر رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا مد یدیه في الدعاء، لم یردھما حتی یمسح بھما وجھه، أخرجه الترمذي، وله شواھد، منھا عند أبي داود من حدیث ابن عباس وغیرھا، ومجموعھا یقتضي أنه حدیث حسن'' [3] اھ۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں کو دعا میں اٹھاتے تو جب تک ہاتھوں کو اپنے منہ کو نہیں مل لیتے تھے، ہاتھوں کو نہیں لوٹاتے تھے۔'' اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے شواہد بہت ہیں، جن میں سے ایک ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کو ابو داوَد نے روایت کیا ہے اور اس

کے سوااور بھی شواہد ہیں، جن کا مجموعہ اس بات کو مقتضی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور حدیث حسن ہے۔''

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عموماً جب دعا میں ہاتھ اٹھائے تو یہ مسنون ہے کہ ہاتھوں سے منہ کو مل بھی لے۔ پہلی حدیث سے تو عام دعا کا یہ حکم ثابت ہوچکا کہ اس میں ہاتھوں کو اٹھانا مندوب ہے اوراس حدیث سے عام دعا کا یہ حکم ثابت ہوا کہ جب اس میں ہاتھوں کو اٹھائے تو ہاتھوں سے منہ کو مل لینا بھی مسنون ہے۔ اب جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ نماز کے بعد کی دعا بالخصوص اس عام حکمِ دعا سے مستثنیٰ ہے تو اس دعوے کی دلیل مدعی کے ذمہ ہے، کیونکہ من ادعی فعلیہ البیان۔

پس اگر مدعی مذکوراپنے اس دعوے کو دلیل سے ثابت کرے گا، فعلی الرأس والعین، ورنہ اس کا یہ دعویٰ دیوار پر مارا جائے گا۔ اب ایک اور حدیث سن لیجیے، جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک یہ کہ نماز کے اندر دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا مسنون نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا مسنون ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں محمد بن یحییٰ اسلمی سے روایت کیا ہے اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کتاب ''فض الوعاء في أحادیث رفع الیدین في الدعاء'' میں طبرانی سے بدیں الفاظ نقل کیا ہے:

''قال: رأیت عبد اللہ بن الزبیر ورأی رجلا رافعا یدیہ یدعو قبل أن یفرغ من صلاتہ، فلما فرغ منھا قال: إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلاتہ''[4]

''محمد بن یحییٰ اسلمی نے کہا کہ عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کر رہا ہے۔ میں نے عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا نہیں کرتے تھے، جب تک کہ نماز سے فارغ نہیں ہو لیتے۔''

اس کے بعد حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کہا: ''رجالہ ثقات'' یعنی اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔ واللہ أعلم بالصواب۔

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحدیث (۱۴۸۸) سنن الترمذي، رقم الحدیث (۳۵۵۶) سنن ابن ماجہ (۳۸۶۵)

[2] سنن أبي داوٗد، رقم الحدیث (۱۴۸۹)

[3] اس حدیث کی تخریج اور تضعیف کے لیے دیکھیں (ص: ۲۱۹)

[4] المعجم الکبیر للطبراني (۱/۲۱۱/۳) یہ حدیث ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: السلسلة الضعیفة، رقم الحدیث (۲۵۴۴)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

## مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

**کتاب الصلاۃ، صفحہ: 202**

محدث فتویٰ